حضرت خواجہ قادر بخش جہاں خیلیؒ

حضرت نادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے رب کریم سے لو لگائے دنیا و مافیہا سے کنارہ کش آنکھیں بند کئے بیٹھے تھے۔ جب آنکھیں کھولیں تو اپنی گود میں اڑھائی سالہ بچے کی کفن میں لپٹی ہوئی لاش پڑی تھی۔ آپ کبھی آسمان اور کبھی لاش کی طرف دیکھتے تھے۔ پھر خادم کو آواز دے کر بلایا اور پوچھا۔

" اس بچے کی لاش کو یہاں کون چھوڑ گیا ہے ؟ "

" شیر محمد خان کی بیوہ حضور "۔

خادم نے عرض کیا۔

" اس کو پانی میں ڈال دو۔ "

آپ نے فرمایا تو خادم نے لاش کو اٹھایا اور قریب ہی ایک گڑھے میں جس کے اندر تھوڑا سا پانی تھا بچے کو لٹا دیا۔ حکم کی تعمیل ہو چکی تو اس مسیحا باکمال ولی اللہ نے اپنا سر نیاز بارگاہ کبریا میں جھکا دیا اور صمیم قلب سے گڑگڑا کر خالق کون مکاں

کے آگے دعا کرنے لگا۔ خادم دم بخود کھڑے دیکھ رہے تھے۔ قلزم رحمت الٰہی جوش میں آیا۔ اپنے ولی کی التجا کو شرف قبولیت بخشا' دیکھتے ہی دیکھتے پہلے مردہ بچے کا انگوٹھا ہلا اور پھر سارے بدن میں جان پڑ گئی۔ آپ نے سجدے سے سر مبارک اٹھایا تو بچے کو سامنے کھڑا پایا۔ آپ اللہ تبارک تعالیٰ کا شکر بجالائے۔ جنگل کی آگ کی طرح یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی۔ بچے کی ماں کو خبر ہوئی تو خوشی کی انتہا نہ رہی۔ کشاں کشاں دراقدس پر پہنچی اور بچے کو گود میں لے کر حضرت صاحب کے قدموں میں لٹا دیا اور عرض کی۔

"حضور یہ آپ ہی کا ہے اور آپ ہی کے قدموں میں رہے گا۔"

اور واپس چلی گئی۔

اس بچے کا نام دیدار بخش تھا۔ حضرت نادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی زیر سایہ پرورش پانے لگا اور دنیاوی و دینی تعلیم حاصل کرنے لگا۔ ظاہری علوم سے فراغت کے بعد آپ سے بیعت ہو گیا اور سلوک و معرفت الٰہی کی منازل طے کرنے لگا۔ جب چوبیس سال کا ہوا تو حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اسے خرقہ خلافت اور دستار فضلیت عطا فرمائی۔ جب ایک سو پچیس سال کی عمر پا کر آپ دار بقا کی طرف سدھارے تو دیدار بخش کی حالت دیدنی تھی۔ مرشد کی جدائی و مفارقت سے جنہوں نے باپ کی طرح پالا تھا دیدار بخش کو دلی صدمہ ہوا۔ غموں کے بادل چھا گئے' اس سانحہ عظیم کو وقوع پذیر ہوئے جب چھ ماہ گزر گئے تو دیدار بخش کشمیر چلے گئے اور مہاراجہ کشمیر کے ہاں ملازمت اختیار کر لی۔ دوران ملازمت بہت سے لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔

وقت گزرتا رہا' اسی اثنا میں آپ تینتیس سال کے ہو گئے تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ ایک جگہ سے گزر رہے تھے کہ ایک مجذوب نے جس کا نام احمد شاہ تھا آپ کو مخاطب کر کے کہا۔

"خان صاحب اپنے وطن جا کر شادی کر لیں آپ کی پشت سے ایک قطب پیدا

ہونے والا ہے۔"

اور پھر مسلسل اصرار کرتا رہا کہ وطن واپس چلے جاؤ۔ آپ سوچ میں پڑ گئے۔ واپس آئے تو مجذوب کا چہرہ نظروں کے سامنے گھوم جاتا اور اس کے الفاظ کانوں میں گونجنے لگتے۔ جاؤں یا نہ جاؤں کے تذبذب میں ایک سال بیت گیا۔ سال کے بعد رخصت لے کر گھر کی طرف روانہ ہوئے' جب موضع دینانگر میں پہنچے تو وہاں ایک درویش سے ملاقات ہوئی' اس نے آپ کو دیکھا تو فرمایا۔

"ضلع ہوشیار پور میں موضع میانی سے پرے بستی جلال خان میں زہرہ خاتون نامی لڑکی سے تمہاری شادی ہو گی جس کی بطن سے ایک قطب جنم لے گا۔"

اس درویش کی بات سن کر آپ کو کشمیر کے مجذوب کے کلمات یاد آگئے چنانچہ آپ بستی جلال خان میں وارد ہوئے۔ یہاں کے باشندوں کی رشتہ داری زمانہ قدیم سے جہاں خیلاں میں تھی یہاں آپ کی نسبت گامن خان کی بیٹی زہرہ خاتون سے ہو گئی' یہاں سے جہاں خیلاں پندرہ کوس کے فاصلے پر تھا۔ آپ وہاں تشریف لے گئے اور پھر مقررہ تاریخ پر مذکورہ بستی میں آکر زہرہ خاتون سے نکاح کر لیا اور پیش گوئی کے مطابق دو شنبہ ۱۷ شوال ۱۲۳۷ ہجری کو آپ کے ہاں حضرت خواجہ قادر بخش رحمتہ اللہ علیہ تولد ہوئے۔

پانچ سال کی عمر میں حضرت قادر بخش رحمتہ اللہ علیہ نے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا اور سات سال کی عمر میں ختم کر لیا۔ اسی دوران میں آپ کے والد محترم دیدار بخش نے کشمیر میں وصال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آج بھی آپ کا مزار پنجابی پیر کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ بارہ سال تک تعلیمی مشاغل جاری رکھے اور پھر کھیتی باڑی کرنے لگے۔ اس دوران میں کابل جانے کا اتفاق ہوا' یہاں سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ عنایت اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور مرشد کے فرمان کے مطابق عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ اسی اثنا میں آپ اپنے اصلی وطن کلال گوجر میں جو غزنی کے علاقے میں ایک قصبہ تھا ایک

سال تک مقیم رہے یہاں آپ کے آباؤاجداد رہا کرتے تھے۔ آپ کا دادا شیر خان غازی جو حضرت گلزار محمد خان کا خلیفہ تھا احمد شاہ درانی کے اعلیٰ رکن سلطنت موکل خان کے ساتھ وارد پنجاب ہوا تھا اور ضلع ہوشیار پور میں جہاں خیلی کی زمین پر آباد ہوا تھا۔

پانچ سال افغانستان میں قیام فرمانے کے بعد واپس لوٹے اور چند دن لاہور میں رکنے کے بعد سنگھڑ شریف میں حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں پہنچے اور سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوئے اور خلافت حاصل کرنے کے بعد کشمیر چلے گئے۔ وہاں ایک درویش کامل حضرت سید احمد رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو ان سے سلسلہ سہروریہ میں بیعت ہوئے اور اجازت پا کر جالندھر شریف آئے ۔ یہاں آپ نے ایک شخص محمد بخش سے کسی ولی کامل کے بارے میں دریافت کیا تو وہ آپ کو حضرت حاجی حافظ محمود کے پاس لے گیا جنہوں نے آپ کو سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت فرما لیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو جب پتہ چلا تو وہ شکایت لے کر حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آئی اور کہا۔

" آپ نے میرے پٹھان بیٹے کو فقیر بنا دیا ہے ۔"

آپ زہرہ خاتون کی سادہ لوحی پر مسکرائے اور بتایا کہ اس کا بیٹا بہت بڑا بزرگ ہے، تو وہ بھی حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی مرید ہو گئی اور بزرگ عورتوں میں ہوئی۔

اسی دوران میں آپ محکمہ پولیس میں ملازم ہو گئے اکثر مرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے جنہوں نے آپ کو ارشاد کی اجازت مرحمت فرمائی۔ کچھ دنوں کے بعد آپ کو ترقی دے کر ڈپٹی انسپکٹر پولیس بنا کر لاہور تبدیل کر دیا گیا۔ ایک رات آپ عبادت میں مشغول تھے، رات کا ایک بجا تھا کہ آپ نے خلیفہ امیر خان اور سلیمان خان کو آوازیں دیں جب وہ آنکھیں ملتے ہوئے آئے تو آپ نے فرمایا۔

"میرے حلقہ سلیم پور میں ایک آدمی قتل ہو گیا ہے مقتول کی لاش دریا کے کنارے فلاں جگہ جھاڑیوں میں پڑی ہے اور قاتل فلاں لوگ ہیں، تم ابھی جاؤ لاش اٹھا لاؤ اور ملزموں کو گرفتار کر لاؤ"۔

دونوں سپاہی حسب ارشاد بتائی ہوئی جگہ پر گئے وہاں لاش پڑی تھی، اس کو قبضہ میں کرنے کے بعد ملزموں کو گرفتار کر لائے۔ صبح آپ خود جائے وقوع پر گئے تو تفتیش کی ملزموں نے اعتراف کر لیا جنہیں عدالت نے سزائے موت سنائی۔ سپاہی حیران تھے کہ ڈپٹی انسپکٹر صاحب کو قتل کی اطلاع کیسے ہو گئی تھی۔

ایک دن آپ تھانے میں بیٹھے تھے کہ اطلاع ملی کہ موضع گردوپڑ میں قتل ہو گیا ہے آپ نے ایک جمع دار اور دو سپاہیوں کو تحقیقات کے لئے بھیج دیا۔ چوتھا دن تھا کہ آپ نے سپاہی امیرخاں سے کہا کہ تفتیش درست نہیں کی گئی، بے گناہ گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ چنانچہ اس گاؤں میں خود تشریف لے گئے، بے گناہوں کو رہا کر دیا گیا اور اصل قاتلوں کو گرفتار کیا جنہوں نے اقرار جرم کر لیا۔

ایک روز سپاہیوں کے ہمراہ رات کو گشت کر رہے تھے، معاً ایک ٹیلے کی طرف سے آواز آئی۔

"شمس العرفان فاتحہ پڑھ کر شاد کر۔"

حضرت قادر بخش رحمتہ اللہ علیہ نے سنا تو وہیں مراقب ہو گئے اور بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ یہاں کسی ولی اللہ کی قبر ہے۔ مگر ظاہر نہیں ہے آپ نے فرمایا۔

"حضور کو کیسے معلوم ہوا کہ میرا لقب شمس العرفان ہے؟"

فضا پھر آواز ابھری میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا خلیفہ ہوں انہوں نے فرمایا تھا کہ ہمارے سلسلہ کا ایک شخص شمس العرفان تیری قبر پر فاتحہ پڑھے گا۔

حضرت قادر بخش رحمتہ اللہ علیہ نے سپاہیوں سے فرمایا کہ یہاں ولی اللہ کی

قبر ہے۔ آپ نے فاتحہ پڑھی اور تشریف لے گئے۔ دوسری صبح واپس وہاں آئے جگہ کو کھودا گیا تین گز نیچے ایک پختہ قبر برآمد ہوئی جو اب بھی لاہور میں موجود ہے۔

آپ جب انسپکٹر پولیس کے عہدے پر پہنچے تو ایک دن مخدومنا حضرت حاجی حافظ محمود رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ملازمت ترک کر کے خلق اللہ کو تلقین و ہدایت کرو۔ آپ نے مرشد کے حکم کی تعمیل میں ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور اپنے وطن جہاں خیلاں میں آگئے۔ اب آپ ہمہ تن تلقین و مجاہدہ میں اوقات بسر کرنے لگے۔ زیادہ تر مسجد میں ذکر و اشغال میں مصروف رہا کرتے تھے۔ باشندگان جہاں خیلی آپ کے ہم قوم افغان تھے' مذاق اڑانے لگے کہ ہمارا پیر بننا چاہتا ہے' جب لوگ بہت ستانے لگے تو دوسری جگہ تشریف لے گئے جو اب کوٹ عبدالخالق کے نام سے موسوم ہے۔ یہاں آپ نے رہائش کے لئے ایک چھپر ڈال لیا اور نماز کے لئے چبوترہ بنا لیا اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ آپ کے زہد و ورع اور بزرگی کا تذکرہ یہاں بھی زبان زدعام و خاص ہو گیا۔ ہوشیار پور چھاؤنی اور گرد و نواح کے دیہاتوں کے بہت سے لوگ آپ کے حلقہ بگوش ہو گئے اور خلعت مریدی کو زیب تن کر لیا۔ آپ بسا اوقات دوسری جگہوں پر بھی تشریف لے جایا کرتے تھے اور لوگوں میں فیض تقسیم فرماتے تھے۔

آپ حجرے کے اندر عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ نماز فجر سے دوپہر بارہ بجے تک وظائف کا سلسلہ جاری رہتا۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد قیلولہ فرماتے' ظہر کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کرتے' بعض اوقات استغراق کا ایسا عالم طاری ہوتا کہ کنکر پاؤں میں گھس جاتے اور آپ کو خبر تک نہ ہوتی۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی محدث مجددی دہلوی سرہند تشریف لائے' حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو مراقب دیکھ کر فرمایا۔

"مراقبہ اسی کا نام ہے جیسا میاں قادر بخش کرتے ہیں۔"

کثرت درود شریف کی وجہ سے آپ کے بدن مبارک اور پسینہ سے خوشبو آیا کرتی تھی۔ اندر سے اسم ذات کی آواز نکلتی ہوئی محسوس ہوتی تھی جیسے ہنڈیا میں جوش کی آواز ہوتی ہے۔ آپ اپنے مریدین کی نواہی سے حفاظت بھی فرمایا کرتے تھے' اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۔

بوٹے بوٹے ناگ ہلیمے بیر ڈنگ چلاوے
باجھوں مرشد واصل باللہ اپنے کون بچاوے

رائے کوٹ ضلع لدھیانہ کا الٰہی بخش آپ کا مرید تھا۔ ایک دن اس نے ایک مستغیث سے دس روپے لے کر اس کا کام کر دیا۔ جب روپے لے کر جیب میں ڈالے تو اسی وقت غیب سے ایک تھپڑ اس کے منہ پر پڑا اور ساتھ ہی آواز آئی ۔

" او تو رشوت کھاتا تھا ۔"

اس نے فوراً" روپے واپس کر دیئے اور مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ حضرت قادر بخش جہاں خیلی رحمتہ اللہ علیہ نے منہ پھر لیا' وہ قدموں پر گر پڑا اور رو رو کر معافی کا خواستگار ہوا' آپ نے فرمایا۔

" تم نے بیعت کے وقت نواہی شرعیہ سے توبہ کی تھی دس روپے کے لالچ میں تو نے یہ توبہ توڑ دی۔"

" حضور مجھے سزا مل گئی ہے وہ روپے میں نے واپس کر دیئے ہیں ۔"

آپ نے فرمایا اللہ نے مجھے خبر دی' میں نے تمہیں روک دیا وہ نہایت شرمندہ ہوا اور پھر اس نے تجدید بیعت کی۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ طالب کو چاہیے کہ اپنے محبوب و مطلوب کے سوا کسی طرف بھی نہ دیکھے' تب طالب کمال کو پہنچتا ہے اور انوار رحمانی اس پر وارد ہوتے ہیں۔ محض عبادت پر منحصر نہیں۔

حضرت خواجہ قادر بخش جہاں خیلی رحمتہ اللہ علیہ کا حجرہ مسجد کے صحن میں جنوبی گوشہ سے ملحق تھا۔ ایک دن عشاء کے بعد زور سے بارش ہونے لگی' اس حجرے میں آپ کے ساتھ خلیفہ رنگ علی شاہ اور بلاقی شاہ بھی مراقب تھے۔ اچانک اندھیری رات میں آپ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو بجلی کی روشنی میں چند نورانی چہرے بشکل انسان دکھائی دیئے۔ آپ نے بلاقی شاہ سے فرمایا کہ دیکھ کون ہے وہ حجرے سے باہر نکلا تو حجرے کی چھت گر پڑی جس کے نیچے آکر آپ اور آپ کا خلیفہ دونوں شہید ہو گے۔ فورا" لوگ جمع ہو گئے اور ملبہ سے دونوں کی نعشیں نکالیں۔ آپ کے انتقال کی خبر فورا" دور و نزدیک پھیل گئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ بھی تشریف لے آئیں۔ ہر چہرہ اداس و غمناک تھا اور پھر بے شمار عقیدت مندوں کے ہجوم میں آپ کو یتیم خانہ کے ہائی سکول کی پشت پر ایک چار دیواری کے اندر سپرد خاک کر دیا گیا۔

آپ کی زندگی سے سبق ملتا ہے کہ پولیس کی وردی بڑی قابل عزت ہے۔ اگر اس کا حق حضرت قادر بخش جہاں خیلی رحمتہ اللہ علیہ کی طرح ادا کیا جائے' کسی کو ناجائز گرفتار نہ کیا جائے۔ فرائض احسن طریق سے ادا کئے جائیں' اگر کسی بے گناہ پر ظلم و زیادتی کی جائے گی تو اس کا زوال مختلف صورتوں میں رنگ لاتا ہے اور انجام آخر کار تباہی ہے۔ رشوت لینے اور دینے والوں کے لئے اسلام میں سخت وعید ہے۔ یہیں سے ظلم و زیادتی کی ابتداء ہوتی ہے۔